Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
فون ۴۴۹
جسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴
روزنامہ الفضل ربوہ
یوم جمعہ
The Daily ALFAZL RABWAH
ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی
قیمت فی پرچہ ۲۵ پیسے
جلد ۶۳/۲۸ | ۲۶ رجب ۱۳۹۴ھ ۔ ۱۶ ظہور ۱۳۵۳ہش ۔ ۱۶ اگست ۱۹۷۴ء | نمبر ۱۸۸

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۶ ظہور ۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ :-

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے، الحمدللہ

احبابِ جماعت حضور ایدہ اللہ کی صحت و عافیت کے لئے خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں:

گناہوں سے بچنے اور نیکیاں حاصل کرنے کا ذریعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبۂ جمعہ فرمودہ ۲۵ ۔ مارچ ۱۹۱۰ء میں فرمایا:-

"تمام خطبے جو دُنیا میں پڑھے جاتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ سے اِس زمانہ تک ان سب کی ابتداء کلمہ شہادت سے ہوتی رہی ہے ۔ پہلا جملہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے ۔ اس کے تین فائدے ہیں :-

(۱) پہلا فائدہ جو شخص بآوازِ بلند اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ لیتا ہے ہم اس کو مسلمان سمجھتے ہیں ۔

(۲) دوسرا فائدہ اس کا یہ ہے جب اس کو حقیقی طور پر ایمان آتا ہے تو دُنیا کے تمام ذرائع و اسباب ہیں (جو حصولِ مقاصد کے لئے مفید و بابرکت ہو سکتے ہیں) یقین کرتا ہے کہ سب تاثیر میرے مولیٰ کی ہے ۔

(۳) تیسرا فائدہ اس کا یہ ہے جس کی شہادت کے لئے تمام انبیاء و اولیاء یک زبان ہیں کہ جب اس کی کثرت کی جاوے اور بار بار اس کو دہرایا جاوے تو خدا تعالیٰ تک پہنچنے کے لئے جتنے پردے ہیں بتدریج سب کے سب اُٹھ جاتے ہیں ۔ اس کلمہ کے دو حصے ہیں ۔ ایک ہیں لَآ اِلٰہَ ہے دوسرے ہیں اِلَّا اللّٰہُ "ہے ۔ پہلے حصہ میں انسان کے گناہوں کے دُور کرنے کا علاج ہے ۔ دوسرا حصہ نیکیوں کے حاصل کرنے کا ذریعہ اس کلمہ کے ساتھ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کا جملہ اس لئے لگایا کہ زمانہ گزشتہ میں آپ نے دیکھ لیا تھا کہ پہلے ہادیوں کو لوگوں نے معبود بنا لیا تھا اس لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس توحید کی تکمیل کے لئے کہ خدا کی معبودیت میں کوئی دوسرا شریک نہ کیا جاوے بلکہ مجھے عبد سمجھیں ۔ یہ کلمہ بڑھا دیا تا میری قوم وہ نہ کرے جو پہلی قوموں نے کیا ۔

مَیں اس جزو کو اس توحید کا متمم یقین کرتا ہوں اور یہ سچ ہے کہ اس جزو کے سوا حقیقت میں مومن کامل نہیں بن سکتا ۔" (خطباتِ نور جلد دوم صفحہ ۱۲۷ ۔ ۱۲۸)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

آنحضرتؐ ایسی روشن تعلیم لائے کہ براہینِ قاطعہ اور حُجَجِ واضحہ سے سب کی زبان بند کردی،

آپؐ نے بتائیدِ الٰہی تمام دُنیا پر عقل اور علم اور طاقت اور زور میں غالب آکر دکھایا،

(۱) "کیا یہ حیرت انگیز ماجرا نہیں کہ ایک بے زر، بے زور، بے کس، اُمّی، یتیم، تنہا، غریب ایسے زمانہ میں کہ جس میں کہ ہر ایک قوم پوری پوری طاقت مالی اور فوجی اور علمی رکھتی تھی ایسی روشن تعلیم لایا کہ اپنی براہینِ قاطعہ اور حُجَجِ واضحہ سے سب کی زبان بند کر دی اور بڑے بڑے لوگوں کی جو حکیم بنے پھرتے تھے اور فیلسوف کہلاتے تھے، فاش غلطیاں نکالیں اور پھر باوجود بے کسی اور غریبی کے زور بھی ایسا دکھایا کہ بادشاہوں کو تختوں سے گرا دیا اور اُنہیں تختوں پر غریبوں کو بٹھایا ۔ اگر یہ خدائی تائید نہیں تھی تو اَور کیا تھی ۔ کیا تمام دُنیا پر عقل اور علم اور طاقت اور زور میں غالب آجانا بغیر تائیدِ الٰہی کے بھی پیدا ہُوا کرتا ہے ۔

خیال کرنا چاہیئے کہ جب آنحضرتؐ نے پہلے پہل مکّے کے لوگوں میں منادی کی کہ مَیں نبی ہوں اُس وقت اُن کے ہمراہ کون تھا اور کس بادشاہ کا خزانہ اُن کے قبضہ میں آگیا تھا کہ جس پر اعتماد کر کے ساری دُنیا سے مقابلہ کرنے کی ٹھہر گئی یا کونسی فوج اکٹھی کر لی تھی کہ جس پر بھروسہ کر کے تمام بادشاہوں کے حملوں سے امن ہو گیا تھا ۔ ہمارے مخالف بھی جانتے ہیں کہ اس وقت آنحضرتؐ زمین پر اکیلے اور بے کس اور بے سامان تھے صرف ان کے ساتھ خدا تھا جس نے ان کو ایک بڑے مطلب کے لئے پیدا کیا تھا ۔"

(براہینِ احمدیہ حصّہ دوم صفحہ ۱۲۷)

(۲) "بلاشُبہ یہ سچ بات ہے کہ حقیقی طور پر کوئی نبی بھی آنحضرتؐ کے کمالاتِ قدسیہ سے شریک و مساوی نہیں ہو سکتا بلکہ تمام ملائکہ کو بھی اس جگہ برابری کا دم مارنے کی جگہ نہیں چہ جائیکہ کسی اَور کو آنحضرتؐ کے کمالات سے کچھ نسبت ہو ۔"

(براہینِ احمدیہ حصّہ سوم صفحہ ۲۴۲)

پبلشر : مسعود احمد ۔ پرنٹر : سید عبدالحی ۔ مطبع : ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقامِ اشاعت : دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ ربوہ
الفضل
مورخہ ۱۶ ظہور ۱۳۵۳ھ

تقویٰ اور نیکوکاری کی انقلاب انگیز تاثیرات

الٰہی جماعتوں کی کامیابی کا ایک ہی راز ہوتا ہے اور وہ یہ کہ وہ تمامتر کوشش اس بات کے لئے کرتی ہیں کہ انہیں خدا تعالیٰ کی معیت حاصل رہے اور وہ جانتی ہیں کہ یہ معیت تقویٰ اور نیکوکاری کا طریق اختیار کرنے اور اس میں ترقی کرنے سے حاصل ہوتی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ نے خود فرمایا ہے:۔

اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝ (النحل آیت ۱۲۹)

اللہ تعالیٰ یقیناً اُن لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے جنہوں نے تقویٰ (کا طریق) اختیار کیا ہو اور جو نیکو کار ہوں۔

ظاہر ہے جن کو خدا تعالیٰ کی معیت حاصل ہو انہیں مشکلات و مصائب کے پیش آنے اور انکے انتہائی شدّت اختیار کرنے پر بھی کوئی غم اور حزن لاحق نہیں ہوتا اسلئے کہ وہ جانتے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان مشکلات و مصائب کو اپنی قدرتِ کاملہ سے خود دُور کر دکھائیگا وہ دوسروں کی طرف سے ایذادہی پر صبر کرتے ہوئے بجز خدا تعالیٰ کی عدالت کے اور کسی طرف رجوع نہیں کرتے البتہ اس امر سے ہر وقت لرزاں و ترساں رہتے ہیں کہ کہیں ان سے اُس آخری عدالت کی جس سے بڑھ کر کوئی عدالت نہیں کوئی گستاخی نہ ہو جائے۔ وہ تقویٰ اور نیکوکاری میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں اور آسمانی عدالت کے فیصلے کے منتظر رہتے ہیں۔ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں عُسر اور یُسر دونوں حالتوں میں تقویٰ اور نیکوکاری اختیار کرنے کی بار بار تلقین فرمائی ہے۔ مثال کے طور پر آپؑ نے اپنے متبعین کو ساری دُنیا کے مقابلہ میں (کیونکہ آپؑ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزندِ جلیل کی حیثیت سے سارے ہی مذاہب اور تمام اقوام کی اصلاح کی غرض سے بھیجے گئے تھے) کامیابی کے طریق کو واضح کرتے ہوئے فرمایا:۔

"میں اپنی جماعت کو چند الفاظ بطور نصیحت کہتا ہوں کہ وہ طریق تقویٰ پر پنجہ مار کر یاوہ گوئی کے مقابلہ پر یاوہ گوئی نہ کریں اور گالیوں کے مقابلہ میں گالیاں نہ دیں۔ وہ بہت کچھ ٹھٹھا اور ہنسی سُنیں گے جیسا کہ وہ سُن رہے ہیں مگر چاہیئے کہ وہ خاموش رہیں اور تقویٰ اور نیک بختی کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فیصلے کی طرف نظر رکھیں۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں قابلِ تائید ہوں تو صلاح اور تقویٰ اور صبر کو ہاتھ سے نہ دیں۔ اب اُس عدالت کے سامنے مثل مقدمہ ہے جو کسی کی رعایت نہیں کرتی اور گستاخی کے طریقوں کو پسند نہیں کرتی جب تک انسان عدالت کے کمرہ سے باہر ہے اگرچہ اُس کی بدی کا بھی مؤاخذہ ہے مگر اُس شخص کے جُرم کا مؤاخذہ بہت سخت ہے جو عدالت کے سامنے کھڑے ہو کر بطور گستاخی ارتکاب جرم کرتا ہے۔ اس لئے میں تمہیں کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی عدالت کی توہین سے ڈرو اور نرمی اور تواضع اور صبر اور تقویٰ اختیار کرو۔"

(رازِ حقیقت صفحہ ۱، ۲)

تقویٰ اور نیکوکاری کی اس تلقین کے بعد آپؑ نے اس امر کو کہ الٰہی جماعتیں تقویٰ اور نیکوکاری کے ذریعہ ہی کامیابی سے ہمکنار ہوتی ہیں مثالوں سے واضح کرتے ہوئے مزید فرمایا:۔

"دیکھو حضرت موسیٰ نبی علیہ السلام جو سب سے زیادہ اپنے زمانہ میں حلیم اور متقی تھے تقویٰ کی برکت سے فرعون پر کیسے فتحیاب ہوئے۔ فرعون چاہتا تھا کہ ان کو ہلاک کرے لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں کے آگے خدا تعالیٰ نے فرعون کو مع اس کے تمام لشکر کے ہلاک کیا۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت میں بدبخت یہودیوں نے یہ چاہا کہ ان کو ہلاک کر دیں اور نہ صرف ہلاک بلکہ ان کی پاک رُوح پر صلیبی موت سے لعنت کا داغ لگا دیں۔ . . . . لیکن خدائے قادر و قیوم نے بدنیت یہودیوں کو اس ارادہ سے ناکام اور نامراد رکھا اور اپنے پاک نبی علیہ السلام کو نہ صرف صلیبی موت سے بچایا بلکہ اس کو ایک سو بیس (۱۲۰) برس تک زندہ رکھ کر تمام دشمن یہودیوں کو اُسکے سامنے ہلاک کیا۔

. . . ایسا ہی خدا تعالیٰ نے ہمارے سیّد و مولیٰ نبی آخرالزمانؐ کو جو سیدالمتقین تھے انواع و اقسام کی تائیدات سے مظفّر اور منصور کیا۔ دیکھو ہمارے سیّد و مولیٰ نبیّنا محمد صلے اللہ علیہ وسلّم کیسے کمزوری کی حالت میں مکّہ میں ظاہر ہوئے تھے۔

. . تو پھر کیا چیز تھی جس نے انجام کار ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فتح اور ظفر بخشی یقیناً سمجھو کہ یہی راستبازی اور صدق اور پاک باطنی اور سچائی تھی۔ سو بھائیو! اِس پر قدم مارو اور اس گھر میں بہت زور کے ساتھ داخل ہو۔ پھر عنقریب دیکھ لوگے کہ خدا تعالیٰ تمہاری مدد کرے گا۔" (رازِ حقیقت صـ۲ تا ۴)

تقویٰ اور نیکوکاری کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی خدا تعالیٰ کی معیت اور اس کی انقلاب انگیز تاثیر کو مثالوں سے واضح کرنے کے علاوہ آپؑ نے اِس امر پر بھی روشنی ڈالی کہ جو لوگ تقویٰ کا طریق اختیار کرتے اور خدا تعالیٰ کی رضا کی خاطر نیکیوں میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں اور اُس پر کامل بھروسہ کرتے ہوئے اُسی کو اپنا کارساز بناتے ہیں خدا تعالیٰ ان کی دعائیں قبول کر کے ان کی خاطر کرامات ظاہر کرتا ہے اور خارق عادت نشان دِکھا کر انہیں کامیابی سے ہمکنار کر دکھاتا ہے۔ چنانچہ آپؑ نے کرامات کی حقیقت و ماہیت اور انکے ظہور کی وجہ پر نہایت وجد آفریں انداز میں روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:۔

"وہ کرامت جو خدا کا جلال اور چمک اپنے ساتھ رکھتی ہے اور خدا کو دکھلا دیتی ہے وہ خدا کی ایک خاص نصرت ہوتی ہے جو اُن بندوں کی عزت زیادہ کرنے کیلئے ظاہر کی جاتی ہے جو حضرت احدیت میں جاں نثاری کا مرتبہ رکھتے ہیں جبکہ وہ دنیا میں ذلیل کئے جاتے اور ان کو بُرا کہا جاتا اور کذاب اور مفتری اور بدکار اور لعنتی اور دجّال اور ٹھگ اور فریبی ان کا نام رکھا جاتا ہے اور ان کے تباہ کرنے کے لئے کوششیں کی جاتی ہیں تو ایک حد تک وہ صبر کرتے اور اپنے آپکو تھامے رہتے ہیں۔ پھر خدا تعالیٰ کی غیرت چاہتی ہے کہ اُن کی تائید میں کوئی نشان دکھاوے۔ تب یکدفعہ ان کا دِل دُکھتا اور ان کا سینہ مجروح ہوتا ہے۔ تب وہ خدا تعالیٰ کے آستانہ پر تضرّعات کے ساتھ گرتے ہیں اور ان کی دعاؤں کا آسمان پر ایک صعب ناک شور پڑتا ہے اور جس طرح بہت سی گرمی کے بعد آسمان پر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے بادل کے نمودار ہو جاتے ہیں اور پھر وہ جمع ہو کر ایک تہ بہ تہ بادل ہو کر یکدفعہ برسنا شروع ہو جاتا ہے ایسا ہی مخلصین کے درد ناک تضرّعات جو اپنے وقت پر ہوتے ہیں رحمت کے بادلوں کو اٹھاتے ہیں اور آخر وہ ایک نشان کی صورت میں زمین پر نازل ہوتے ہیں۔" (رازِ حقیقت صفحہ ۵، ۶)

الغرض یہ ایک ابدی صداقت ہے جس کی نہایت ہی پاک اور روشن مثالوں سے تاریخ بھری پڑی ہے کہ خدائی جماعتوں کی کامیابی کا تمامتر انحصار خدا تعالیٰ کی معیت اور تائید و نصرت پر ہوتا ہے اور اِس معیت اور تائید و نصرت کو وہ تقویٰ اور نیکوکاری میں روزافزوں ترقی اور متضرعانہ دعاؤں کے ذریعہ حاصل کرتی ہیں۔ اِس کے سوا ان کی ترقی کی اور کوئی راہ ہوتی ہی نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک دُعا

"اے میرے قادر خدا! میری عاجزانہ دعائیں سن لے اور اس قوم کے کان اور دل کھول دے اور ہمیں وہ وقت دکھا کہ باطل معبودوں کی پرستش دنیا سے اُٹھ جائے اور زمین پر تیری پرستش اخلاص سے کی جائے اور زمین تیرے راستباز اور مُوحد بندوں سے ایسی بھر جائے جیسا کہ سمندر پانی سے بھرا ہوا ہے اور تیرے رسول کریم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور سچائی دلوں میں بیٹھ جائے۔ آمین"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صـ۱۶۴)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کلمہ طیبہ کی حقیقت

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک الفاظ میں

کلمہ کے معنی

"لا الٰہ الا اللہ کے معنی جو لغت عرب کے موارد استعمال سے معلوم ہوتے ہیں وہ یہ ہیں کہ لَا مَطْلُوْبَ وَلَا مَحْبُوْبَ وَلَا مَعْبُوْدَ لِیْ وَلَا مُطَاعَ لِیْ اِلَّا اللّٰہُ یعنی بجز اللہ کے اور کوئی میرا مطلوب نہیں اور محبوب نہیں اور معبود نہیں اور مطاع نہیں" (نور القرآن ۲ صفحہ ۱۲)

"لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے معنی یہی ہیں کہ لَا مَعْبُوْدَ لِیْ وَلَا مَقْصُوْدَ لِیْ وَلَا مَطْلُوْبَ لِیْ اِلَّا اللّٰہ یہی سچی توحید ہے کہ ہر مدح و ستائش کا مستحق اللہ تعالیٰ ہی کو ٹھہرایا جاوے۔"

(روئیداد جلسہ دعا صفحہ ۲۶)

کلمہ لا الٰہ الا اللہ کے یہی معنے ہیں کہ ہمارا معبود بجز خدا کے اور کوئی نہیں"۔ (چشمہ معرفت صفحہ ۴)

"کلمہ کے یہ معنے ہیں کہ انسان زبان سے اقرار کرتا ہے اور دل سے تصدیق کہ میرا معبود محبوب اور مقصود خدا تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں۔ الٰہ کا لفظ محبوب اور اصل مقصود اور معبود کے لئے آتا ہے۔"

(الحکم ۱۷ جنوری ۱۹۰۷ء)

"انک اذا قلت لا الٰہ الا اللّٰہ فمعناہ عند ذوی الحصات ان العبادۃ لا یجوز لاحد من المعبودین او المعبودات الا لذات غیر مدرکۃ مستجمعۃ لھٰذہ الصفات اعنی الرحمانیۃ والرحیمیۃ اللتین ھما اول شرط لموجود مستحق للعبادات ثم اعلم ان اللّٰہ اسم جامد لا تدرک حقیقتہ لانہ اسم للذات والذات لیست من المدرکات وکل ما یقال فی معناہ فھو من قبیل الاباطیل والخزعبیلات فان کنہ الباری ارفع من الخیالات وابعد من القیاسات واذا قلت محمد رسول اللّٰہ فمعناہ ان محمدًا مظھر صفات ھٰذہ الذات وخلیفتھا فی الکمالات ومتمم دائرۃ الظلیۃ وخاتم الرسالات"

(اعجاز المسیح صفحہ ۱۲۶-۱۵۰)

اور جب تو لا الٰہ الا اللہ کہتا ہے تو اس کے یہ معنے ہوتے ہیں کہ جس ذات میں یہ دونوں صفات (رحمانیت اور رحیمیت) موجود نہیں وہ عبادت کے لائق نہیں۔ یہ دونوں صفات مستحق عبادت کے لئے پہلی شرط ہیں پھر جان لے کہ اللہ اسم جامد ہے جس کی حقیقت معلوم نہیں کیونکہ وہ اسم ذات ہے اور اس کی ذات ادراک سے بالا ہے اور ہر بات جو اللہ کے معنوں کے بارہ میں کہی جاتی ہے وہ از قبیل اباطیل ہے کیونکہ باری تعالیٰ کی کنہ خیالات سے بلند اور قیاسات سے دور ہے اور جب تو محمد رسول اللہ کہتا ہے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس ذات کی صفات کے مظہر اور اللہ کے کمالات میں اس کے خلیفہ ہیں آپ ظلیت کے دائرہ کو مکمل کرنے والے اور خاتم رسالات ہیں۔

کلمہ کی حقیقت

"یہ کہنا کہ حضرت مقدس نبوی کی تعلیم یہ ہے کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے سے گناہ دور ہو جاتے ہیں یہ بالکل سچ ہے اور یہی واقعی حقیقت ہے کہ جو شخص خدا کو واحد لاشریک جانتا ہے اور ایمان لاتا ہے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی قادر یکتا نے بھیجا ہے تو بیشک اگر اس کلمہ پر اس کا خاتمہ ہو تو نجات پا جائیگا۔ آسمان کے نیچے کسی کی خودکشی سے نجات نہیں ہرگز نہیں اور اس سے زیادہ کون پاگل ہوگا کہ ایسا خیال بھی کرے مگر خدا کو واحد لاشریک سمجھنا اور ایسا مہربان خیال کرنا کہ اس نے نہایت رحم کر کے دنیا کو ضلالت سے چھڑانے کے لئے اپنا رسول بھیجا جس کا نام محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ یہ ایک ایسا اعتقاد ہے کہ اس پر یقین کرنے سے روح کی تاریکی دور ہوتی ہے اور نفسانیت دور ہو کر اس کی جگہ توحید لے لیتی ہے آخر توحید کا زبردست جوش تمام دل پر محیط ہو کر اسی جہان میں بہشتی زندگی شروع ہو جاتی ہے۔ جیسا تم دیکھتے ہو کہ نور کے آنے سے ظلمت قائم نہیں رہ سکتی۔ ایسا ہی جب لا الٰہ الا اللہ کا نورانی پرتوہ دل پر پڑتا ہے تو نفسانی ظلمت کے جذبات کالمعدوم ہو جاتے ہیں۔ گناہ کی حقیقت بجز اسکے اور کچھ نہیں کہ سرکشی کی ملونی سے نفسانی جذبات کا شور و غوغا ہو۔ جس کی متابعت کی حالت میں ایک شخص کا نام گنہگار رکھا جاتا ہے اور لا الٰہ الا اللہ کے معنی جو لغت عرب کے موارد استعمال سے معلوم ہوتے ہیں۔ وہ یہ ہیں کہ لا مطلوب ولا محبوب لی ولا معبود لی ولا مطاع لی الا اللّٰہ یعنی بجز اللہ کے اور کوئی میرا مطلوب نہیں اور محبوب نہیں اور معبود نہیں اور مطاع نہیں۔ اب ظاہر ہے کہ یہ معنی گناہ کی حقیقت اور گناہ کے اصل منبع سے بالکل مخالف ہیں۔ پس جو شخص ان معنی کو خلوص دل کے ساتھ اپنی جان میں جگہ دے گا تو بالضرورت مفہوم مخالف اس کے دل سے نکل جائے گا کیونکہ ضدین ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔ پس جب نفسانی جذبات نکل گئے تو یہی وہ حالت ہے جس کو سچی پاکیزگی اور حقیقی راستبازی کہتے ہیں اور خدا کے بھیجے ہوئے پر ایمان لانا جو دوسرے جزء کلمہ کا مفہوم ہے۔ اس کی ضرورت یہ ہے کہ تا خدا کے کلام پر بھی ایمان حاصل ہو جائے کیونکہ جو شخص یہ اقرار کرتا ہے کہ میں خدا کا فرمانبردار بننا چاہتا ہوں اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کے فرمانوں پر ایمان بھی لاوے اور فرمان پر ایمان لانا بجز اسکے ممکن نہیں کہ اس پر ایمان لاوے جس کے ذریعہ سے دنیا میں فرمان آیا۔ پس یہ حقیقت کلمہ کی ہے۔"

(نور القرآن نمبر ۲ صفحہ ۱۴-۱۵)

"سبب یہ ہے کہ انسان پیدا ہوا ہے اس وقت تک کہ نابود ہو جائے خدا کا قانون قدرت یہی ہے کہ وہ توحید کی ہمیشہ حمایت کرتا ہے۔ جتنے نبی اس نے بھیجے سب اسی لئے آئے تھے کہ تا انسانوں اور دوسری مخلوقوں کی پرستش دور کر کے خدا کی پرستش دنیا میں قائم کریں اور ان کی خدمت یہی تھی کہ لا الٰہ الا اللہ کا مضمون زمین پر چمکے جیسا کہ وہ آسمان پر چمکتا ہے سو ان سب میں سے بڑا وہ ہے جس نے اس مضمون کو بہت چمکایا جس نے پہلے باطل الٰہوں کی کمزوری ثابت کی اور علم اور طاقت کے رو سے ان کا ہیچ ہونا ثابت کیا اور جب سب کچھ ثابت ہو چکا تو پھر اس فتح نمایاں کی ہمیشہ کے لئے یادگار یہ چھوڑی کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس نے صرف بے ثبوت دعوے کے طور پر لا الٰہ الا اللہ نہیں کہا بلکہ اس نے پہلے ثبوت دے کر اور باطل کا بطلان دکھلا کر پھر لوگوں کو اس طرف توجہ دی کہ دیکھو اس خدا کے سوا اور کوئی خدا نہیں جس نے تمہاری تمام قوتیں توڑ دیں اور تمام شیخیاں نابود کر دیں۔ سو اس ثابت شدہ بات کو یاد دلانے کے لئے ہمیشہ کے لئے یہ مبارک کلمہ سکھلایا کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔" (مسیح ہندوستان میں صفحہ ۲۵)

"اصل بات یہی ہے کہ توحید کی تکمیل نہیں ہوتی جب تک عبادات کی بجا آوری نہ ہو۔ اس کے یہی معنے ہیں کہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے والا اس وقت اپنے اقرار میں سچا ہوتا ہے کہ حقیقی طور پر عملی پہلو سے بھی وہ ثابت کر دکھائے کہ حقیقت میں اللہ کے سوا کوئی دوسرا محبوب اور مطلوب اور مقصود نہیں ہے۔ جب اس کی یہ حالت ہو اور واقعی طور پر اس کا ایمان اور عملی رنگ اس اقرار کو ظاہر کرنے والا ہو تو وہ خدا تعالیٰ کے حضور اس اقرار میں جھوٹا نہیں۔ ساری مادی چیزیں جل گئی ہیں اور ایک فنا اس پر آ گئی تب وہ لا الٰہ الا اللہ منہ سے نکالتا ہے اور محمد رسول اللہ جو اس کا دوسرا جزو ہے وہ نمونہ کے لئے ہے کیونکہ نمونہ اور نظیر سے ہر بات سہل ہو جاتی ہے انبیاء علیہم السلام نمونوں کے لئے آتے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جمیع کمالات کے نمونوں کے جامع تھے کیونکہ سارے نبیوں کے نمونے آپ میں جمع تھے۔" (الحکم ۱۳ جولائی ۱۹۰۳ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"تمہیں صرف اتنے پر خوش نہیں ہونا چاہیئے کہ ہم مسلمان کہلاتے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ کے قائل ہیں جو لوگ قرآن پڑھتے ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ صرف زبانی قیل و قال سے کبھی راضی نہیں ہوتا اور نہ نری زبانی باتوں سے کوئی خوبی انسان کے اندر پیدا ہو سکتی ہے۔ جب تک عملی حالت درست نہ ہو۔ کچھ بھی نہیں بنتا۔ یہودیوں پر بھی ایک زمانہ ایسا آیا تھا کہ ان میں نری زبان درازی ہی (رہ گئی) اور انہوں نے صرف زبانوں کو، باتوں پر ہی کفایت کر لی تھی۔ زبان سے تو وہ بہت کچھ کہتے تھے مگر دل میں طرح طرح کے گندے خیالات اور زہریلے مواد بھرے ہوتے تھے یہی وجہ تھی جو اللہ تعالیٰ نے اس قوم پر طرح طرح کے عذاب نازل کئے اور ان کو مختلف مصیبتوں میں ڈالا اور ذلیل کیا یہاں تک کہ انہیں سور اور بندر بنایا۔ اب غور کا مقام ہے۔ کیا وہ تورات کو نہیں مانتے تھے۔ وہ ضرور مانتے تھے اور نبیوں کے بھی ماننے والے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے اتنی ہی بات کو پسند نہ کیا کہ وہ نرے زبان سے ماننے والے ہوں اور ان کے دل زبان سے متفق نہ ہوں۔

خوب یاد رکھنا چاہیئے اگر کوئی شخص زبان سے کہتا ہے کہ میں خدا کو وحدہٗ لاشریک مانتا ہوں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاتا ہوں اور ایسا ہی اور ایمانی امور کا قائل ہوں لیکن اگر یہ اقرار صرف زبان ہی تک ہے اور دل معترف نہیں تو یہ زبانی باتیں ہوں گی اور نجات اس سے نہیں مل سکے گی جب تک انسان کا دل ایمان نہ لائے اور اس کا ایمان ایسا ہی ہو گا کہ وہ عملی حالت میں ان امور کو ظاہر کرے۔ اس وقت تک کوئی بات بنتی نہیں۔

میں سچ کہتا ہوں کہ اصل مراد تب ہی حاصل ہوتی ہے جب سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر خدا تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو اور درحقیقت دنیا پر دین کو مقدم کرے۔ یاد رکھو مخلوق کو انسان دھوکہ دے سکتا ہے اور لوگ یہ دیکھ کر کہ پانچ وقت نماز پڑھتا ہے یا اور نیکی کے کام کرتا ہے دھوکہ کھا سکتے ہیں مگر خدا تعالیٰ دھوکہ نہیں کھا سکتا۔ اس لئے اعمال میں ایک خاص اخلاص ہونا چاہیئے۔ یہی ایک چیز ہے جو اعمال میں صلاحیت اور خوبصورتی پیدا کرتی ہے ......

کلمہ قرآن شریف کی ساری تعلیم کا خلاصہ ہے جو مسلمانوں کو سکھایا گیا ہے چونکہ ایک بڑی اور مبسوط کتاب کا یاد کرنا آسان نہیں اس لئے یہ کلمہ سکھا دیا گیا تاکہ ہر وقت انسان اسلامی تعلیم کے مغز کو مدنظر رکھے اور جب تک یہ حقیقت انسان کے اندر پیدا نہ ہو جاوے سچ یہی ہے کہ نجات نہیں اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ۔

یعنی جس نے صدق دل سے لا الٰہ الا اللہ کو مان لیا۔ وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ لوگ دھوکہ کھاتے ہیں اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ طوطے کی طرح لفظ کہہ دینے سے انسان جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اگر اتنی ہی حقیقت اس کے اندر ہوتی تو پھر سب اعمال بیکار اور نکمے ہو جاتے اور شریعت (معاذ اللہ) لغو ٹھہرتی نہیں بلکہ اس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ مفہوم جو اس میں رکھا گیا ہے وہ عملی رنگ میں انسان کے دل میں داخل ہو جاوے جب یہ بات پیدا ہو جاتی ہے تو ایسا انسان فی الحقیقت جنت میں داخل ہو جاتا ہے نہ صرف مرنے کے بعد بلکہ اسی زندگی میں وہ جنت میں ہوتا ہے۔ یہ سچی بات ہے اور جلد سمجھ میں آ جاتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کے سوا انسان کا کوئی محبوب اور مقصود نہ رہے تو پھر کوئی دکھ کوئی تکلیف اسے ستا ہی نہیں سکتی یہ وہ مقام ہے جو ابدال اور قطبوں کو ملتا ہے۔

آپ یہ خیال نہ کریں کہ ہم کب بتوں کی پرستش کرتے ہیں ہم بھی تو اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرتے ہیں۔ یاد رکھو یہ تو ادنیٰ درجہ کی بات ہے کہ انسان بتوں کی پرستش نہ کرے۔ ہندو لوگ جن کو حقائق کی کوئی خبر نہیں۔ اب بتوں کی پرستش چھوڑ رہے ہیں معبود کا مفہوم اسی حد تک نہیں کہ انسان بت پرستی کرے بلکہ اور بھی معبود ہیں اور یہی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ ہوائے نفس اور ہوس بھی معبود ہیں جو شخص نفس پرستی کرتا ہے یا اپنی ہوا و ہوس کی اطاعت کرتا ہے اور اس کے لئے مر رہا ہے۔ وہ بھی بت پرست اور مشرک ہے یہ لا نفی جنس ہی نہیں کرتا بلکہ ہر قسم کے معبودوں کی نفی کرتا ہے۔ خواہ وہ انفسی ہوں۔ یا آفاقی خواہ وہ دل میں چھپے ہوئے بت ہیں یا ظاہری بت ہیں۔ مثلاً ایک بالکل اسباب ہی پر توکل کرتا ہے۔ تو یہ بھی ایک قسم کا بت ہے۔ اس قسم کی بت پرستی تپ دق کی طرح ہوتی ہے جو اندر ہی اندر ہلاک کر دیتا ہے۔ دوسری قسم کے بت تو جھٹ پٹ پہچانے جاتے ہیں اور ان سے مخلصی حاصل کرنا بھی سہل ہے۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ لاکھوں ہزاروں انسان ان سے الگ ہو گئے اور ہو رہے ہیں یہ ملک جو ہندوؤں سے بھرا ہوا تھا کیا سب مسلمان ان میں سے ہی نہیں ہوئے؟ پھر انہوں نے بت پرستی کو چھوڑا یا نہیں؟ اور خود ہندوؤں میں بھی ایسے فرقے نکلتے آتے ہیں جو اب بت پرستی نہیں کرتے۔ لیکن یہاں تک ہی بت پرستی کا مفہوم نہیں ہے یہ تو سچ ہے کہ موٹی بت پرستی چھوڑ دی ہے۔ مگر ابھی تو ہزاروں بت انسان بغل میں لئے پھرتا ہے اور وہ لوگ بھی جو فلسفی اور منطقی کہلاتے ہیں اب وہ بھی ان کو اندر سے نہیں نکال سکتے۔

اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے سوا یہ کیڑے اندر سے نکل نہیں سکتے۔ یہ بہت ہی باریک کیڑے ہیں اور سب سے زیادہ ضرر اور نقصان ان کا ہی ہے جو لوگ جذبات نفسانی سے متاثر ہو کر اللہ تعالیٰ کے حقوق اور حدود سے باہر ہو جاتے ہیں اور اسی طرح پر حقوق العباد کو بھی تلف کرتے ہیں۔ ایسے نہیں کہ پڑھے لکھے نہیں بلکہ ان میں ہزاروں کو مولوی فاضل اور عالم پاؤ گے اور بہت ہوں گے جو فقیہ اور صوفی کہلاتے ہوں گے مگر باوجود ان باتوں کے وہ بھی ان امراض میں مبتلا نکلیں گے ان بتوں سے پرہیز کرنا ہی تو بہادری ہے اور ان کی شناخت کرنا ہی کمال دانائی اور دانشمندی ہے یہی بت ہیں جس کی وجہ سے آپس میں نفاق پڑھتا ہے اور ہزاروں کشت و خون ہو جاتے ہیں۔ ایک بھائی دوسرے کا حق مارتا ہے اور اسی طرح ہزاروں ہزار بدیاں ان کے سبب سے ہوتی ہیں ہر روز اور ہر آن ہوتی ہیں اور اسباب پر اس قدر بھروسہ کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ کو محض ایک عضو معطل قرار دے رکھا ہے بہت ہی کم لوگ ہیں جنہوں نے توحید کے اصل مفہوم کو سمجھا ہے اور اگر انہیں کہا جاوے۔ تو جھٹ کہہ دیتے ہیں کیا ہم مسلمان نہیں اور کلمہ نہیں پڑھتے۔ مگر افسوس تو یہ ہے کہ انہوں نے اتنا ہی سمجھ لیا ہے کہ بس کلمہ منہ سے پڑھ دیا اور یہ کافی ہے۔

میں یقیناً یہ کہتا ہوں کہ اگر انسان کلمہ طیبہ کی حقیقت سے واقف ہو جاوے اور عملی طور پر اس پر کاربند ہو جاوے تو وہ بہت بڑی ترقی کر سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی عجیب در عجیب قدرتوں کا مشاہدہ کر سکتا ہے۔ یہ امر خوب سمجھ لو کہ میں جو اس مقام پر کھڑا ہوں۔ میں معمولی واعظ کی حیثیت سے نہیں کھڑا ہوں۔ اور کوئی کہانی سنانے کیلئے نہیں کھڑا ہوں۔ بلکہ میں ادائے شہادت کے لئے کھڑا ہوا ہوں میں نے وہ پیغام جو اللہ تعالیٰ نے مجھے دیا ہے پہنچا دینا ہے۔ اس امر کی مجھے پرواہ نہیں کہ کوئی اسے سنتا ہے یا نہیں سنتا اور مانتا ہے یا نہیں مانتا اس کا جواب تم خود دو گے۔ میں نے فرض ادا کرنا ہے۔ میں جانتا ہوں بہت سے لوگ میری جماعت میں داخل ہیں اور وہ توحید کا اقرار بھی کرتے ہیں مگر میں افسوس سے کہتا ہوں کہ وہ مانتے نہیں۔ جو شخص اپنے بھائی کا حق مارتا ہے یا خیانت کرتا ہے یا دوسری قسم کی بدیوں سے باز نہیں آتا میں یقین نہیں کرتا کہ وہ توحید کا ماننے والا ہے کیونکہ یہ ایک ایسی نعمت ہے کہ اس کو پاتے ہی انسان میں ایک خارق عادت تبدیلی ہو جاتی ہے اس میں بغض کینہ حسد ریا وغیرہ کے بت نہیں رہتے اور خدا تعالیٰ سے اس کا قرب ہوتا ہے یہ تبدیلی اسی وقت ہوتی ہے اور اسی وقت وہ سچا موحد بنتا ہے جب یہ اندرونی بت تکبر۔ خود پسندی۔ ریاکاری۔ کینہ و عداوت۔ حسد و بخل۔ نفاق و بدعہدی وغیرہ۔ کے دور ہو جاویں جب تک یہ بت اندر ہی ہیں۔ اس وقت تک لا الٰہ الا اللہ کہنے میں کیونکر سچا ٹھہر سکتا ہے؟ کیونکہ اس میں تو کل کی نفی مقصود ہے پس یہ پکی بات ہے کہ صرف منہ سے کہہ دینا کہ خدا کو وحدہٗ لاشریک مانتا ہوں کوئی نفع نہیں دے سکتا۔ ابھی منہ سے کلمہ پڑھتا ہے اور ابھی کوئی امر ذرا مخالف مزاج ہوا اور غصہ اور غضب کو خدا بنا لیا۔

میں بار بار کہتا ہوں کہ اس امر کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جب تک یہ مخفی معبود موجود ہوں ہرگز توقع نہ کرو کہ تم اس مقام کو حاصل کر لوگے جو ایک سچے موحد کو ملتا ہے۔ جیسے جب تک چوہے زمین میں ہیں مت خیال کرو کہ طاعون سے محفوظ ہو۔ اسی طرح پر جب تک چوہے اندر ہیں اسی وقت تک ایمان خطرہ میں ہے۔

جو کچھ میں کہتا ہوں اس کو خوب غور سے سنو اور اس پر عمل کرنے کے لئے قدم اٹھاؤ میں نہیں جانتا کہ اس مجمع میں جو لوگ موجود ہیں آئندہ ان میں سے کون ہو گا اور کون نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے تکلیف اٹھا کر اس وقت کچھ کہنا ضروری سمجھا ہے تا میں اپنا فرض ادا کر دوں۔

پس کلمہ کے متعلق خلاصہ تقریر کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمہارا معبود اور محبوب اور مقصود ہو اور یہ مقام اس وقت ملے گا جب ہر قسم کی اندرونی بدیوں سے پاک ہو جاؤ گے اور اُن بتوں کو جو تمہارے دل میں ہیں نکال دو گے۔

(الحکم ۱۷ر جنوری ۱۹۰۷ء)

"اللہ تعالیٰ حکیم ہے اس نے ایک مختصر سا کلمہ سنا دیا ہے۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ جب تک خدا کو مقدم نہ کیا جاوے جب تک خدا کو معبود نہ بنایا جاوے۔ جب تک خدا کو مقصود نہ ٹھہرایا جاوے انسان کو نجات حاصل نہیں ہو سکتی۔" (بدر جلد ۶ ۲۱/۱ صـ۱۱)

"خدا تعالیٰ الفاظ سے تعلق نہیں رکھتا وہ دلوں سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ درحقیقت اس کلمہ کے مفہوم کو اپنے دل میں داخل کر لیتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی عظمت پورے رنگ کے ساتھ اُن کے دلوں میں بیٹھ جاتی ہے وہ جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔

جب کوئی شخص سچے طور پر کلمہ کا قائل ہو جاتا ہے تو بجز خدا کے اور کوئی اس کا پیارا نہیں رہتا۔ بجز خدا کے کوئی اس کا معبود نہیں رہتا اور بجز خدا کے کوئی اس کا مطلوب باقی نہیں رہتا۔ وہ مقام جو ابدال کا مقام ہے اور وہ جو قطب کا مقام ہے اور وہ جو غوث کا مقام ہے وہ یہی ہے کہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پر دل سے ایمان ہو اور اس کے سچے مفہوم پر عمل ہو۔" (بدر جلد ۶ ۲۱/۱ صـ۱۱)

"خدا کے واحد ماننے کے ساتھ یہ لازم ہے کہ اس کی مخلوق کی حق تلفی نہ کی جاوے جو شخص اپنے بھائی کا حق تلف کرتا ہے اور اس کی خیانت کرتا ہے وہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا قائل نہیں۔"

(بدر جلد ۶ ۲۱/۱ صـ۱۲)

"جب زید و بکر کا خوف درمیان میں ہے تب تک لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا نقش دل میں نہیں جم سکتا۔" (بدر ۱۹ر مارچ ۱۹۰۸ء)

"توحید تبھی پوری ہوتی ہے کہ کل مرادوں کا معطی اور تمام امراض کا چارہ اور مداوا وُہی ذات واحد ہو۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے معنے یہی ہیں۔ صوفیوں نے اِلٰہ کے لفظ سے محبوب مقصود معبود مراد لی ہے۔ بیشک اصل اور سچ یونہی ہے۔ جب تک انسان کامل طور پر کاربند نہیں ہوتا۔ اس میں اسلام کی محبت اور عظمت قائم نہیں ہوتی۔"

(حضرت اقدس کی ایک تقریر اور مسئلہ وحدت الوجود پر ایک خط)

"یہ جو رات دن مسلمانوں کو کلمہ طیبہ کہنے کے واسطے تحریص اور تاکید ہے، اس کی وجہ یہی ہے کہ بغیر اس کے کوئی شجاعت پیدا نہیں ہو سکتی۔ جب آدمی لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہتا ہے تو تمام انسانوں اور چیزوں اور حاکموں اور افسروں اور دشمنوں اور دوستوں کی قوت اور طاقت ہیچ ہو کر صرف اللہ کو دیکھتا ہے اور اس کے سوائے سب اس کی نظروں میں ہیچ ہو جاتے ہیں پس وہ شجاعت اور بہادری کے ساتھ کام کرتا ہے اور کوئی ڈرانے والا اس کو ڈرا نہیں سکتا۔"

(بدر ۱۹ر مارچ ۱۹۰۸ء)

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ یہ توحید کا کلمہ ہے۔ اس کے معنے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی بھی عبادت اور سچی فرمانبرداری کے لائق نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ اگر توحید کے پھیلانے میں کسی دوسرے کا محتاج ہوتا یا کسی اور کو اس کام میں اپنا شریک بناتا تو بھی شرک لازم آتا تھا۔ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کا جملہ کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے ساتھ شامل کرنے میں سِرّ یہی ہے کہ تا توحید کا سبق کامل ہو اور دُنیا کو معلوم ہو کہ جو کچھ آتا ہے درحقیقت اسی خدا کی طرف سے آتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان ہدایات کو خدا تعالیٰ سے پا کر مخلوق کو پہنچانے والے ہیں اور کہ جو کچھ ادھر سے آتا ہے وہ اسی راہ سے آتا ہے۔

شرک صرف پتھروں ہی کے پوجنے ہی کا نام نہیں ہے بلکہ شرک کی ایک قسم یہ بھی لکھی ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر صرف اسباب ہی پر تکیہ کر لے اور شرک فی الاسباب کہلاتا ہے۔ برہمو وغیرہ اس رازِ توحید کو نہیں سمجھے جو خدا را بخدا شناخت میں دکھلایا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے آنے والا ایسا ہی ہے کہ گویا خود خدا ہی ہے۔ انسانی گورنمنٹ کی طرف سے آنے والا نائب ہوتا ہے۔ اسی طرح سے رسول بھی خدا میں فنا ہو کر وہ وہ نہیں ہوتا بلکہ خود خدا ہوتا ہے۔ غرض مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کا فقرہ توحید کامل کرنے کے واسطے لازمی تھا۔ خدا تعالیٰ توحید کو پسند کرتا ہے اور یہ شکر کا مقام ہے کہ یہ خصوصیت صرف اسلام میں پائی جاتی ہے۔ جس کو آج ہم پیش کرتے ہیں کسی دوسرے مذہب میں نہیں۔"

(الحکم ۱۴ر جولائی ۱۹۰۸ء)

"کلمة الشهادة ... هي مناط الايمان والسعادة۔"

کلمۂ شہادت مدارِ ایمان و سعادت ہے۔ (اعجاز المسیح صفحہ ۱۲۵)

(مرتبہ سلطان احمد پیر کوٹی)

وقف زندگی اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فضل عمرؓ وقف اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ:-

"یہ وہ چیز ہے جس میں جماعت نمونہ دکھا سکتی تھی مگر افسوس ہے کہ اس کی طرف پوری توجہ نہیں کی گئی۔ تبلیغ کے کام کے لئے ہزاروں آدمیوں کی ضرورت ہے اگر کم سے کم تعداد رکھی جائے اور ایک ہزار مبلّغ سے کام چلانے کی سکیم سامنے رکھی جائے تو بھی موجودہ رفتار کے لحاظ سے اتنے آدمی اڑھائی سو سال میں ہمیں مل سکتے ہیں۔ تحریک جدید کے پہلے دَور میں میں نے صرف اس کا اعلان کیا تھا مگر اب میں جماعت کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ اپنے اخلاص کا ثبوت دے اور نوجوان زندگیاں وقف کریں۔ ہر احمدی گھر سے ایک نوجوان ضرور اس کام کے لئے پیش کیا جائے۔ .... مدرسہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے ہر سال کم سے کم پچاس طالب علم آتے ہیں۔" (الفضل ۱۰ر جنوری ۱۹۴۵ء)

احباب جماعت کو چاہیئے کہ وہ حضورؓ کے ارشاد کے مطابق ہر احمدی گھر سے کم از کم ایک میٹرک پاس طالب علم وقف کے لئے پیش کریں اور ہر سال کم سے کم پچاس طالب علم جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے بھجوائیں تا تبلیغ کے کام کی ضرورت پوری ہو سکے۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

ملکی و ملّی خدمت کے ایّام

برسات کے یہ ایّام شجرکاری کے لحاظ سے بہترین ایام ہیں۔ لہذا جملہ زعماء کرام انصار اللہ سے استدعا کی جاتی ہے کہ وہ اس طرف زیادہ سے زیادہ توجہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں گے۔

(قائد ایثار مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

مرض اٹھرا
اور دیگر امراض کے ماہر
۱۹۱۱ء سے آپ کے خاندانوں کی خدمت کرنے والے
قدیمی اوّلین شہرۂ آفاق
حکیم نظام جان اینڈ سنز
گوجرانوالہ ربوہ ٹنڈو محمد خان
دوائی منگوانے اور معائنہ کا انتظام گول بازار ربوہ میں بھی شروع کیا گیا ہے فون ۶۳۸

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔

(مینیجر الفضل)

بچوں کی طاقت کی مشہور دوا
بے بی ٹانک
سوکھے، کمزور اور پیٹ کی خرابی کے مریض بچوں کیلئے بہترین دوا اور اعلیٰ ٹانک ہے
قیمت -/۳ روپے
کیوریٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ لاہور۔ کراچی
ہیڈ آفس:- ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کیمیکلز ربوہ فون ۶۰۶ ۶۰۸

ضرورت ہے
"الحق" فلور مل محلہ دارالعلوم غربی کیلئے ایک ایسے کاریگر کی فوری ضرورت ہے جو آٹا، مونجی اور روئی کی مشین چلا سکتا ہو۔
رہائش کا انتظام بھی کیا جا سکتا ہے۔
تنخواہ کے تصفیہ کے لئے ذاتی طور پر ملیں۔
عبدالحق ننگلی۔ محلہ دارالعلوم غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِستجابتِ دُعا کے نتیجہ میں انسان کو اعمالِ صالحہ بجا لانے کی توفیق ملتی ہے

اِس احساس کو ہمیشہ زندہ رکھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ غنی ہے اور ہمیں اس کی ہر آن احتیاج ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۳۰ر اکتوبر ۱۹۷۰ء کے خطبۂ جمعہ میں قرآنی آیت اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَلْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا:-

"ابھی جو مَیں نے آیت پڑھی ہے اس میں یہی بتایا گیا ہے کہ استجابتِ دعا کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی شان اور اس کی قدرت اور اس کے جلال کا مشاہدہ کر کے انسان اعمالِ صالحہ بشاشت سے ادا کرتا ہے اور اس کی وہ توفیق اپنے رب سے پاتا ہے اور اپنے ایمان کو مضبوط کرتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی معرفت انسان کو حاصل نہ ہو، اگر کچھ وہ اللہ کا اور کچھ دُنیا کا ہو تو پھر وہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کو کیسے پا سکتا ہے، نہ اعمالِ صالحہ ہوں گے جیسا کہ خدا چاہتا ہے کہ ہوں، اور نہ ایمان میں وہ تازگی اور بشاشت ہو گی جو خدا چاہتا ہے کہ پیدا ہو۔ فرمایا مَیں تمہاری دعاؤں کو اِس لئے قبول کرتا ہوں کہ تم بشاشت سے اعمالِ صالحہ بجا لاؤ تاکہ تمہارے ایمان اور بھی مضبوط ہوں اور معرفت میں اور بھی ترقی کرو۔ اور یہ کہ وہ رشد و ہدایت جس کے حصول کے لئے وہ راستہ جس کی انتہا میرا قرب ہے اس پر چلنے کے لئے تمہیں پیدا کیا گیا ہے تم اس رشد و ہدایت کو پاؤ اور تم اس راہ پر چلتے ہوئے مجھ سے قریب سے قریب تر ہوتے چلے جاؤ تو استجابتِ دعا کے نتیجہ میں اعمالِ صالحہ کی توفیق انسان کو حاصل ہوتی ہے۔ اور بھی راستے ہیں جیسا کہ مَیں نے بتایا لیکن یہ بھی ایک حسین اور روشن راستہ ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ہماری رہنمائی فرمائی ہے۔ انسان کو بے پرواہ نہیں ہونا چاہیئے۔ انسان کو یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ مَیں خدا سے دُوری کی راہوں کو اختیار کرتے ہوئے بھی اس کے قرب کو حاصل کر لوں گا۔ اس تصوّر اور اس خواہش کے درمیان تضاد ہے۔ انسان کو یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ وہ اللہ کی مدد کے بغیر خود اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اللہ کی مدد کے بغیر اور اس کی نصرت کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس کی ہمیں مدد لینی چاہیئے۔ اس سے دعا کرنی چاہیئے۔ اس سے یہ دعا بھی کرنی چاہیئے کہ وہ دعا کو قبول کرے اور ہمیں قبولیتِ دعا کا ایک نشان اور معجزہ دکھائے۔ اس طرح اس کے فضل سے بشاشت کے ساتھ ہمیں عمل کرنے کی توفیق مل جائے اور ہمارے ایمان اس کی رحمت سے مضبوط ہو جائیں۔ خود انسان کچھ نہیں کر سکتا۔ انسان کو بہکنا نہیں چاہیئے۔ انسان کو یہ نہیں زیب دیتا کہ وہ اپنے نفس کو فربہ کرے۔ انسان کو یہ نہیں چاہیئے کہ وہ خود نمائی کرے وہ اپنے کو کچھ سمجھے اور اس کا اظہار کرے۔ عاجزی اس کی حقیقت اور عاجزانہ راہیں اس کا طریق ہونا چاہیئے فرمایا قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَاؤُکُمْ۔

اللہ تعالیٰ کی ذات تو غنی ہے اسے تو تمہاری احتیاج نہیں ہے تمہیں اس کی احتیاج ہے۔ اگر تم اس احتیاج کا احساس نہ رکھتے ہو، اگر تم دُنیا میں عزّت کے لئے اس سے عزّت حاصل کرنے کی خواہش نہ رکھتے ہو، اگر تم اپنے لُوٹ کے قسمہ کے حصول کے لئے خود کو طاقت ور اور اپنی طاقت اور مال کی طاقت کو کافی سمجھتے ہو تو تم مارے گئے تم ہلاک ہو گئے قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَاؤُکُمْ اگر تم دعا کے ذریعہ سے اس غنی کے دروازے کو نہیں کھٹکھٹاؤ گے (جسے تمہاری احتیاج نہیں جس کی تمہیں ہر آن احتیاج ہے) تو مارے جاؤ گے۔ پس بے پرواہ نہیں ہونا چاہیئے۔ غافل نہیں ہونا چاہیئے، جس طرح اسے جو ہمارا محبوب اور پیارا آقا ہے نیند نہیں آتی اور اونگھ نہیں آتی اسی طرح تم بھی جس حد تک تمہیں خدا نے طاقت اور توفیق دی ہے بیدار رہنے کی کوشش کرو تاکہ تم خواہ چھوٹے سے پیمانہ پر ہی سہی اس کی اس صفت کے (جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے کہ نہ اسے نیند آتی ہے نہ اُونگھ آتی ہے) اپنی استعداد کے مطابق اپنی طاقت کے لحاظ سے مظہر بنو۔ یہ درست ہے، لیکن تمہارے دل میں یہ بڑی شدید خواہش ہونی چاہیئے کہ اس کی ہر صفت کا ہم نے مظہر بننا ہے اور اس صفت کا بھی ہم نے مظہر بننا ہے۔ جب یہ ہو جائے گا، جب تمہیں اپنا پتہ لگ جائے گا کہ تم کچھ بھی نہیں، جب تم کو اس کا علم اور اس کی معرفت حاصل ہو جائے گی کہ وہی سب کچھ ہے، وہی سب طاقتوں والا ہے۔ جب تم یہ پہچان لو گے کہ اسے تمہاری ضرورت اور احتیاج نہیں، جب تم اس کی یہ معرفت حاصل کر لو گے کہ تمہیں ہر چیز میں اس کی احتیاج ہے تو پھر وہ تمہیں مل جائے گا، پھر وہ تمہاری دعاؤں کو قبول کرے گا اور اپنی قدرت کے نشان تمہارے لئے ظاہر کرے گا لیکن اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔"

(الفضل ۳۰ر اپریل ۱۹۷۱ء ص ۳، ۴)

احمدی جماعتوں اور حفّاظ کیلئے ضروری اعلان

اگلے ماہ کی غالباً ۸ تاریخ کو انشاء اللہ تعالیٰ رمضان کا مبارک مہینہ شروع ہو جائیگا اِس مہینہ میں جو احمدی جماعتیں نظارت ہذا کے ذریعے نمازِ تراویح کے لئے حفّاظ کا انتظام کرنا چاہیں وہ ۵ر ستمبر تک نظارت کو مطلع فرمائیں۔

اسی طرح جو احمدی حفّاظ نظارت ہذا کے زیرِ انتظام جماعتوں میں نمازِ تراویح پڑھانے کے لئے جانا چاہیں وہ بھی ۵ر ستمبر تک اپنے ارادے سے مطلع کریں تاکہ بروقت انتظام کیا جا سکے۔ (ناظر اصلاح و ارشاد)

ربوہ میں یومِ پاکستان کے موقع پر باسکٹ بال کا نمائشی میچ

۱۴ر اگست کو یومِ پاکستان کی تقریبات کے سلسلہ میں ڈان باسکٹ بال کلب کے زیرِ اہتمام باسکٹ بال کا ایک نمائشی میچ کھیلا گیا۔ یہ میچ ۶ بجے شام ڈان کلب اور فرقان کلب کے مابین ڈان کلب کی گراؤنڈ میں منعقد ہوا۔ ڈان کلب نے یہ میچ ۴۱ کے مقابلہ میں ۵۸ پوائنٹس حاصل کر کے جیت لیا۔ اس میچ میں ڈان کلب کے عبد الرحمٰن، عمر فاروق، حفیظ الرحمٰن اور عبد الرحیم اور فرقان کلب کے نعیم الدین، زبید الرحمٰن نوید رشید احمد اور داؤد احمد نے بہترین کھیل کا مظاہرہ کیا۔ میچ کے اختتام پر تلاوتِ قرآن کریم کے بعد عبد الرحمٰن مبشر نے رپورٹ پیش کی اور آخر میں مہمانِ خصوصی جناب بریگیڈیئر اقبال احمد صاحب شمیم نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ اور دعا کے ساتھ یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

قابلِ فروخت دُکانیں

رحمت بازار ربوہ میں تین دکانیں قابلِ فروخت ہیں جو کونے پر واقع ہیں، ان میں سے دو دکانیں اِس وقت ۸۵ روپے ماہوار کرایہ پر دی ہوئی ہیں۔

خواہش مند حضرات ایسی اہم دکانوں کو خرید کر موقع سے فائدہ اُٹھائیں اِس سلسلہ میں شاہ میڈیکو رحمت بازار سے رابطہ قائم کریں۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴